سوال

(37)اگر کنویں میں کتا گر جائے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک کنویں میں بہت سا پانی ہے اوراس میں ایک کتے کا بچہ گر پڑا اور زندہ نکال لیا گیا۔ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ پانی کنویں کا ناپاک ہے یا پاک؟ بعض جہلا کہتے ہیں کہ جب تک کل پانی نہ نکالا جائے، تب تک پاک نہیں ہوسکتا۔ آیا وہ لوگ ٹھیک کہتے ہیں یا غلط؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جب کتے کا بچہ کنویں سے نکال لیا گیا اور کنویں میں پانی بہت سا ہے تو اگر پانی دو قلہ یا دو قلے سے زیادہ ہے تو اس کنویں کا پانی پاک ہے۔ ''حجۃ اللہ البالغۃ'' (۱/۱۴۷ مصری) میں ہے:

((قولہ صلی اللہ علیہ: ((إذا کان الماء قلتین لم تحمل خبثاً)) [1] (إلی) وإنما جعل القلتین حدا فاصلاً بین الکثیر والقلیل، لأمر ضروري، لابد منہ، ولیس تحکما ولاجزافا، وکذا سائر المقادیر الشرعیۃ (إلی قولہ) وقد أطال القوم فی فروع موت الحیوان فی البئر والعشر فی العشر والماء الجاري، ولیس فی کل ذلک حدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ألبتۃ، وأما الآثار المنقولۃ عن الصحابۃ والتابعین کأثر ابن الزبیر فی الزنجی، وعلی رضی اللہ عنہ فی الفأرۃ، والنخعی والشعبی فی نحو السنور، فلیست مما یشھد لھا المحدثون بالصحۃ، ولا مما اتفق علیہ جمھور أھل القرون الأولیٰ، وعلیٰ تقدیر صحتھا یمکن أن یکون ذلک تطیبا للقلوب، وتنظیفا للماء، لا من جھۃ الوجوب الشرعی، کما ذکر فی کتب المالکیۃ، ودون نفی ھذا الاحتمال خرط القتاد، وبالجملۃ فلیس فی ھذا الباب شیئ یعتد بہ، ویجب العمل علیہ، وحدیث القلتین أثبت من ذلک کلہ بغیر شبھۃ، ومن المحال أن یکون اللہ تعالیٰ شرع فی المسائل [لعبادہ شیئا زیادۃ] علیٰ ما لا ینفکون عنہ من الارتفاقات، وھما مما یکثر وقوعہ، وتعم بہ البلویٰ، ثم لا ینص علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نصا جلیا، ولا یستفیض فی الصحابۃ ومن بعدھم، ولا حدیث واحد فیہ'' واللہ تعالیٰ أعلم" [2]

[نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جب پانی دو قلے ہو تو وہ گندگی نہیں اٹھاتا۔ آبِ کثیر اور آبِ قلیل کے درمیان قلتین کو ایک ضروری امر کی وجہ سے حد فاصل ٹھہرایا ہے، کسی زبردستی یا اٹکل کے سبب یہ حد بندی نہیں کی اور تمام مقادیر شرعیہ کا یہی حال ہے کہ کسی کے اندر بھی زبردستی اور اٹکل کا دخل نہیں ہے۔ پھر لوگوں نے کنویں کے اندر جاندار کے مر جانے، دہ در دہ اور بہنے والے پانی کے متعلق بہت زیادہ جزئی مسائل نکال لیے، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان سب مسائل کے متعلق قطعاً احادیث مروی نہیں ہیں، البتہ جو آثار صحابہ کرام سے، مثلاً: ابن زبیر سے زنگی کے متعلق، علی رضی اللہ عنہ سے چوہیا کے بارے میں اور نخعی اور شعبی سے بلی جیسے جانور کے متعلق مروی ہیں، ان کے متعلق محدثین نے صحت کی گواہی دی ہے نہ قرونِ اولیٰ کے جمہور کا ان پر اتفاق ہے۔ اگر وہ آثار صحیح بھی ہوں تو ممکن ہے کہ وجوبِ شرعی کے طور پر نہیں، بلکہ لوگوں کے دل مطمئن کرنے اور پانی کی نظافت کے لیے ہوں، جیسا کہ کتبِ مالکیہ میں مذکور ہے۔ اگر یہ احتمال صحیح نہیں ہے تو اس میں سخت دقت ہے۔ المختصر اس باب میں کوئی قابلِ اعتماد اور واجب العمل شَے نہیں ہے اور حدیثِ قلتین بلاشبہ ان سب سے زیادہ ثابت ہے۔ نیز یہ امر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مسائل میں اپنے بندوں کے لیے ان تدابیر کے اوپر جو ان کے

اوپر لازم ہیں، کچھ بڑھایا ہو اور باوجود ان چیزوں کے کثرتِ وقوع اور عمومِ بلویٰ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق کوئی واضح حکم نہ دیا ہو اور صحابہ کرام میں وہ معروف نہ ہوا ہو اور اس بارے میں ایک بھی حدیث نہ ہو]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصلاۃ، صفحہ: 98

محدث فتویٰ

---

[1] حجۃا البالغۃ (ص: ۳۸۸۔ ۳۹۱

---

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٦٣) سنن الترمذي، رقم الحديث (٦٧) سنن النسائئ، رقم الحديث (٥٢) نیز دیکھیں: إرواء الغليل (١/ ٦٠)